بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم سہ شنبہ

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۱۷/۵۲ | ۵ نبوت ہش ۱۳۴۲ / ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ / ۵ نومبر سنہ ۱۹۶۳ء | نمبر ۲۵۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ۔ —

ربوہ ۴ نومبر بوقت ½۸ بجے صبح

پرسوں اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے حضرت اقدس کی طبیعت تمام دن بہتر رہی۔ اجابت دو دفعہ ہوئی جو اسہال کی شکل میں نہ تھی کل حضور کو دن میں ایک بار اجابت ہوئی۔ اب دو روز سے اسہال کی صورت تو نہیں مگر تبخیر کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ شام کے وقت بے چینی بھی ہو گئی۔ رات کو ایک اسہال بھی ہوا۔

احباب جماعت تضرع اور درود کے ساتھ بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

انصار اللہ کے نویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

تحریک جدید دفتر اوّل کے تیسویں اور دفتر دوم کے بیسویں سال کا اعلان

"تحریک جدید میں ہر فرد جماعت کی شمولیت ضروری ہے عدم شمولیت کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے"

"میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے"

تحریک جدید کے مالی جہاد میں شمولیت کی عظمت و اہمیت کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اہم ارشادات

ربوہ — مورخہ ۳ نومبر ۱۹۶۳ء کو انصار اللہ کے نویں سالانہ اجتماع کے عظیم الشان اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے تحریک جدید کے دفتر اوّل کے تیسویں اور دفتر دوم کے بیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ آپ نے نئے سال کا اعلان کرنے سے قبل ایک ٹھوس اور مؤثر تقریر میں تحریک جدید کے تحت اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کی موجودہ وسعت اور اس کے نہایت خوشکن نتائج و اثرات پر روشنی ڈالی اور پھر تحریک جدید کی عظمت و اہمیت سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو نہایت ہی اہم ارشادات سنا کر تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمایا اور اس طرح احباب کو تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور مالی قربانیوں کا نہایت شاندار نمونہ پیش کرنے کی پُرزور تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں حضور ایدہ اللہ کے دو سابقہ ارشادات سنا کر نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ تحریک کسی خاص گروہ سے مختص نہیں بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا۔ ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ اسلام کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت کا قبول کرنا محض بیکار ہے۔"

نیز حضور مزید فرماتے ہیں:۔

"میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔"

تحریک جدید کے ۳۰ ویں سال کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا گراں قدر وعدہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے سال نو کے لئے اپنا وعدہ بقدر گیارہ ہزار پانچ صد روپے دفتر ہذا میں ارسال فرمایا۔ جو گزشتہ سال کے وعدہ کی نسبت ایک سو روپے کے اضافہ کے ساتھ ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (وکیل المال تحریک جدید)

نئے سال کا اعلان ہوتے ہی ایک لاکھ تیئس ہزار روپیہ کی پیشکش

گزشتہ سال کی نسبت پہلے دن کی پیشکش میں ½۱۵ ہزار روپے کا اضافہ

ربوہ — مورخہ ۳ نومبر کو انصار اللہ کے نویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتے ہی جماعت کے مرد و زن نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور وعدوں اور نقدی کی صورت میں اپنی مالی قربانیاں پیش کرنی شروع کر دیں اور پہلے دن کی مالی قربانیوں کی میزان ایک لاکھ ۲۳ ہزار تک جا پہنچ گئی۔ وعدہ جات اور نقد رقوم پیش کرنے کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے برابر جاری ہے۔ امسال پہلے سال کی پیشکش میں گزشتہ سال کی نسبت بفضلہ تعالیٰ قریباً ½۱۵ ہزار روپے کا اضافہ ہوا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار:۔ شبیر احمد وکیل المال اول تحریک جدید

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۵ر نومبر ۶۳ء

دعاؤں کی محفل

ربوہ میں مرکزی مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کو دعاؤں کی محفل کہنا ہی حقیقت بیانی ہے۔ یہ مقدس ہمدوست زر۔ زن اور زمین کے جھگڑوں کو طے کرنے کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے تھے بلکہ صرف اس لئے اکٹھے ہوئے تھے کہ یہ تین دن رب العالمین کے سامنے گریہ وزاری کے ساتھ عاجزی اور تضرع کے سجدے پیش کئے جائیں۔ رات کو اٹھ کر تہجدیں پڑھی جائیں اور دن کو اس مقدس محفل میں بیٹھ کر ذکر الٰہی اور حبیب خدا سرور کائنات سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔

یہ ایک ایسی محفل تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تسبیح و تحمید کیلئے آسمان سے فرشتے زمین پر اُتر آئے ہیں جنہوں نے انسانی صورتیں اختیار کر رکھی ہیں۔ جنہوں نے تہیّہ کر رکھا ہے کہ کم ازکم تین دن کے لئے اس خطہ ارضی کو جنّت ماوٰی کا نمونہ بنا دیا جائے۔ دنیا کی تلخیوں اور دنیا کے جھمیلوں سے پاک و صاف ہو کر خدائے واحد کے سامنے عبودیت کا نذرانہ پیش کیا جائے۔ قرآن کریم کے معارف اور احادیث نبوی کے رموز سُنے جائیں اور امام الزمان کی دل موہ لینے والی پیاری باتوں سے دلوں کے کشت زاروں کی آبیاری کی جائے۔ اور یہ عہد دہرایا جائے کہ

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدّوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

صرف دہرایا ہی نہ جائے بلکہ اس عہد کے لفظ لفظ کو اپنی رگوں میں رچایا جائے اور اسکو اپنے خون میں گھول کر جسم کے پوٹے پوٹے تک پہنچایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ایک نئے جوش اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کی خدمت کے ایک نئے عزم کو جنم دیا جائے جو بیج کی طرح جسم و جان میں پھوٹے، اُگے بڑھے اور پھیل کر ساری دنیا کو اپنے سائے میں لے لے۔

آہ! آج تمام دنیا تنگی نفس سے گھٹی ہوئی ہے شیطان نے ہر طرف اپنی گہری خندقیں کھود دی ہوئی ہیں پاکوں اور مقدسوں کی راہیں مسدود کر رکھی ہیں سانسوں پر پہرے بٹھا رکھے ہیں کہ وہ حق کی آواز نہ نکال سکیں۔

الغرض آج تمام دنیا شیطان کا پنجرا بنی ہوئی ہے جس میں طائران مقدس پھڑپھڑا رہے ہیں۔ ان مقدسوں کے ذمہ یہ لگایا گیا ہے کہ شیطان کے اس پنجرے کو توڑ پھوڑ دو اور مقید روحوں کو آزاد کر دو تاکہ وہ پھر اپنے تسبیح و تحمید کے نغموں سے باغوں اور جنگلوں اور کوہساروں کی فضاؤں کو گونجا دیں۔ یہ مقدس اس وادی غیر ذی زرع میں اسی مقصد سے اکٹھے ہوئے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اسی غرض سے گریہ وزاری اور عاجزی سے دعائیں کرتے رہے ہیں۔

اے ارض وسما کے فرشتو ان عباد اللہ کا یہ تحفہ عجز و انکسار اپنے پروں میں سمیٹ کر لیجاؤ اور اس بارگاہ میں پہنچا دو جسنے وعدہ فرما رکھا ہے کہ

ادعونی استجب لکم

ہم نے نہایت عاجزی اور تضرع سے دعائیں کی ہیں۔ اے رب العالمین ہمارا یہ نذرانہ قبول فرما اور ہمیں اپنے فرشتوں سے اسی طرح مدد فرما جس طرح تُونے بدر میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ۳۱۳ فدائیوں کی فرشتوں سے مدد فرمائی تھی کہ تیری امانت کو جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وساطت سے تُو نے ہمارے سپرد کی ہے تمام دنیا کے کناروں تک پہنچا کر دم لیں۔ اے رب العالمین ہماری یہ دعائیں قبول فرما اور ہمارے ساتھ ہو۔ آمین اللھم آمین

احادیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

قیافہ شناس اور کاہن و نجومی کے پاس جانے کی مذمت

عن حفصة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرّافا فسالہ عن شئ لم یقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ (مسلم)

ترجمہ: حضرت حفصہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کاہن قیافہ شناس کے پاس آئے تاکہ اس سے کسی امر کے متعلق دریافت کرے تو ایسے شخص کی نماز چالیس دنوں تک قبول نہ جائے گی۔

تشریح: آج کل بالعموم بڑے شہروں کے چوراہوں اور سڑکوں پر ایسے اشخاص نظر آتے ہیں۔ جن کا کام انسان کے مستقبل کے متعلق خبریں دینا ہوتا ہے اور اپنے گاہکوں سے پیسے وصول کرنے کے لئے عجیب عجیب جذباتی الفاظ میں پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ زمانہ ماضی کے حالات بیان کرکے پیش آمدہ حالات اور کوائف بیان کرتے ہیں نفسیاتی لحاظ سے بعض کمزور طبائع پر ان کی چرب زبانی کا اثر بھی ہو جاتا ہے۔ اور وہ ان کے ہتھکنڈوں میں پھنس جاتے ہیں اور یہی وہی اشخاص ان قیافہ شناس نجومیوں کاہنوں اور رمال کے لئے پروپیگنڈا اور شہرت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں عجیب قسم کی جدتوں کو پیش کیا جا رہا ہے اور اس پیشہ کے بعض اشخاص اپنی وسیع شہرت کی بناء پر پروفیسر کے نام سے معروف ہو رہے ہیں۔ اور ان کے باقاعدہ دفاتر قائم ہیں اور اپنے گاہکوں سے بھاری فیس و معاوضہ وصول کیا جاتا ہے۔

غیب اور مستقبل کا علم صرف خدا تعالےٰ کی ذات کو ہے قیافہ شناس۔ کاہن اور نجومی کے متعلق یہ یقین کر لینا کہ اس شخص کی خبر مستقبل کے متعلق بالکل درست ہوگی۔ یہ امر خدا تعالےٰ کی ذات و صفات میں شرک ہے اور یہ ایک شرک ہے جو اخلاق انسانی اور اس کی عملی قوت پر اثر انداز ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کے قرب سے انسان کو دور کر دیتا ہے اور یہ امر یقیناً خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اس لئے ایسے شخص کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اس کی نماز چالیس دنوں تک قبول نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ حرکت قبیحہ انسان کو فضل ربانی سے مایوس کر دیتی ہے۔ اور ایسا شخص کاہن و نجومی کے قول پر اعتبار کر لیتا ہے۔ اور یہ امر الغیب للہ کے خلاف ہے۔

اللہ اکبر! آج سے چودہ سو برس پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اور آج یہ پیشہ جہاں ترقی پر ہے۔ وہاں اس نے کئی لوگوں کے ایمان کو توکل تقویٰ اور روحانیت کو گزند پہنچایا ہے۔ کئی مسلمان اس پیشہ کے جال میں پھنس کر وہم کے مریض ہو گئے۔ اس حرکت سے انسان کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ قیافہ شناس پر اعتماد کامل کر بیٹھتا ہے۔ اور جد وجہد کو چھوڑ دیتا ہے۔

قرض کی عدم ادائیگی چوری ہے

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادان دینًا وهو لا ینوی قضائہ فهو سارق۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور اس کی ادائیگی نہیں کرتا تو وہ چور ہے۔

تشریح: جب کوئی شخص کسی سے قرض حاصل کرتا ہے۔ تو وہ انتہائی فروتنی اور انکساری سے اس قرضہ کیلئے بار بار درخواست کرتا ہے۔ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کو ایسے رنگ میں پیش کرتا ہے کہ انسانی جذبات میں تلاطم کی کیفیت غلبہ کرکے قرض دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ مگر اس کے برعکس دوسرا شخص اپنے نفس میں یہ عزم صمیم کئے ہوئے ہوتا ہے۔ کہ میں قرضہ لے کر پھر ادا نہیں کروں گا۔ یہ ایسی اخلاقی کمزوری ہے جو انسان کی بہت سی خوبیوں کو کلیتہً تباہ کر دیتی ہے اور اس کے وقار کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ ایسا شخص دراصل جہاں اپنا اعتماد ضائع کرتا ہے۔ وہاں اس کی مشکلات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ایک دعا قرضہ سے بچنے کی بھی ہے اور حضور کا عام انتباہ ہے کہ قرض لینے میں بہت ہی احتیاط اختیار کرو۔ کیونکہ یہ ذلت ہے اور ہموم و غموم کا باعث ہے جو شخص ایک دفعہ قرض لیتا ہے۔ اور اس کی ادائیگی مدت معلوم اور وقت مقررہ پر کر دیتا ہے۔ تو یہ قرضہ دینے والے اور لینے والے دونوں فریقین کے لئے تعلقات و روابط کو زیادہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ قرض لے کر روانہ کیا جائے۔ تو اس سے تنازعات طول پکڑ جاتے ہیں۔ اور ایک تنازعہ سے دس تنازعات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

قناعت اور کفایت شعاری سے انسان مطمئن رہتا ہے۔ اور اس کی زندگی بھی خوشگوار رہتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ارباب بسط وکشاد کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ زندگی کے اخراجات و ضروریات کے لئے اس قسم کا مالی ضابطہ اختیار کریں۔ کہ جس سے اقتصادی حالات افراد کے درست رہیں اور ملک و ملت کے لوگ خوشحال زندگی بسر کریں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے مبارک ارشادات آج بھی ہمارے لئے بمنزلہ قندیل اور مشعل کے ہیں۔ جن کے ذریعہ معاشیات و اقتصادیات کی کایا پلٹی جا سکتی ہے۔

قابل عزت وہ ہے جو قرآن پر عامل ہے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشراف امتی حملۃ القرآن (البیہقی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے معزز لوگ وہ ہیں جو قرآنی تعلیمات کے حامل ہیں۔

تشریح: حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ مبارک الفاظ انتہائی مختصر ہیں مگر اپنے مطالب و معارف میں بحر زخار کو لئے ہوئے ہیں۔ ان الفاظ میں جہاں ہر مسلمان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ قرآنی ضابطہ زندگی کے ہر شعبہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وہاں یہ بھی اشارہ ہے کہ ایک مسلمان کے وقار اور عزت کی کسوٹی صرف اور صرف قرآنی تعلیمات ہونی چاہئیں جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ ان کی ہی عزت ہونی چاہئیے۔ قرآن کریم آسمانی معجزہ ہے۔ اس میں ہر زمانہ ہر وقت اور زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق ہمیں کامل راہنمائی ملتی ہے۔

ان هو الا ذکر للعالمین

یہ پاک کلام حکیم دنیا کے لئے باعث شرف و عزت ہے۔ اگر آج مسلمان اس مبارک ارشاد کو اپنا نصب العین بنا لیں تو جہاں اندرونی طور پر ان کی اصلاح ہوگی۔ وہاں بیرونی خطرات سے بھی وہ محفوظ ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب اندرونی حالت درست ہوتی ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی بیرونی حالت بھی درست ہو جاتی ہے۔

بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے قرآن مجید کی بنیادی غرض کے متعلق کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

حق فرستاد ایں کلام بے مثال
تا رسی در حضرت قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے۔

حملۃ القرآن کے صحیح معانی یہ ہیں کہ قرآنی ضابطہ کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ قرآنی آیات کو حفظ کرنا ایک ثانوی چیز ہے۔ بے شک یہ بھی اپنے اندر خاص اجر و ثواب رکھتا ہے۔ لیکن بنیادی امر یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا جائے اور اپنے آپ کو نافع الناس بنایا جائے۔ اس سے انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بہت ہی مبارک اور روح پرور ہے۔ مگر ان کے لئے جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرتے ہیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار

الفضل

خود خرید کر پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

شذرات

تعصب کے کرشمے

لاہور کا ایک ہفت روزہ "پاکستان میں عیسائیت" کے زیر عنوان اپنے ایک اداریہ میں لکھتا ہے:-

"جو لوگ اس کی مزاحمت میں پیش پیش ہیں ان میں اخباری شہرت دو جماعتوں کو حاصل ہے اولاً قادیانی ثانیاً جماعت اسلامی۔ قادیانی جس رخ سے مزاحمت کر رہے ہیں اس میں زیادہ تر وہ اپنا دفاع کر رہے ہیں ان کا طریق بحث دو سو برس پرانا ہے جس سے اس عہد کے گوشہ ہائے علم و نظر کی دلچسپی برائے نام ہے"

افسوس کہ تعصب اور عناد واضح اور روشن حقیقتوں کو بھی جھٹلانے پر آمادہ کر دیتا ہے آج اس عظیم الشان لٹریچر کو "دفاعی" اور "دو سو برس پرانا" قرار دیا جا رہا ہے۔ جس کے مقابلہ میں بڑے بڑے عیسائی لیڈر اور پادری بھی عاجز آ گئے اور برملا اس خطرہ کا اظہار کرنے لگے ہیں کہ

"اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کو معمولی خیال نہ کرو اگر یورپ نے پھر سے ایک دفعہ پورے طور پر متحد ہو کر مسلمانوں کا جس میں جماعت احمدیہ سب سے زیادہ طاقت والی مشینری ہے ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا تو اسلام کا یہ سیلاب اب رکنے والا نہیں ہے"

(روزنامہ
Edeeche Courent
ہالینڈ ۱۱ر اکتوبر ۵۸ء)

تعجب ہے کہ جو لٹریچر اس اخبار کے قول کے مطابق "قادیانیوں" نے صرف اپنے دفاع کے لئے تیار کیا تھا اس سے عیسائی کیوں اتنے مرعوب ہو گئے! اور غالباً یہ اعتراف حقیقت بھی قادیانیوں کے لٹریچر سے "گوشہ ہائے علم و نظر" کی عدم دلچسپی کا ثبوت ہو گا کہ

"مرحوم مرزا کی وہ اعلےٰ خدمات جو اسنے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اسنے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی...... کبھی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکے"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

اور اگر "گوشہ ہائے علم و نظر" صرف اسی اخبار کے دفتر کی در و دیوار تک محدود ہو کر نہیں رہ گئے تو علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی مرحوم کی زبان سے یہ الفاظ بھی سن لیجئے:-

"حضرت مرزا صاحب...... عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے...... عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی میں تحریر و تقریر بخوبی کر سکتے تھے...... مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ پادری الائنس صاحب سے جو دیسی پادری تھے...... مباحثہ ہوا...... پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے...... پادری بٹلر صاحب ایم۔ اے جو بڑے فاضل اور محقق تھے مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے۔ علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی اور وہ گنہگار ہوا پس چاہیئے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔"

(حیات النبیؐ و تاثرات قادیان)

جن دلائل سے بڑے بڑے پادری خاموش ہو جاتے تھے اگر وہ بھی محض "دفاعی" نوعیت کے تھے تو غیر دفاعی دلائل میں کیا عقیدہ حیات مسیح شامل ہوگا جسے پیش کر کے آج بھی عیسائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح کی فضیلت ثابت کر رہے ہیں؟

جماعت احمدیہ کے لٹریچر کی اہمیت اور قدر و قیمت اگر پوچھنی ہے تو مشہور معاند اسلام پادری زویمر کی زبان سے پوچھئے جسنے ایک دفعہ مرکز احمدیت قادیان کا دورہ کرنے کے بعد کہا تھا کہ

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کیلئے تیار کیا گیا ہے اور یہ ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے"۔ (تاثرات قادیان)

افسوس کہ تعصب اور عناد کے پردے واضح اور روشن حقائق کو بھی جھٹلانے پر آمادہ کر دیتے ہیں حالانکہ ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین و نصیحت فرمائی تھی کہ

"لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا"۔ (المائدہ)

کہ اے مومنو! کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس امر پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔

عقیدۂ وفات مسیح کی مقبولیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت حیات مسیح کا غیر اسلامی عقیدہ مسلمانوں میں اتنا راسخ ہو چکا تھا کہ مخالف علماء نے جب آپکے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا تو فتویٰ کفر کی سب سے بڑی وجہ یہی قرار دی کہ آپ حیات مسیح کے قائل نہیں رہے۔ لیکن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے عقیدۂ حیات مسیح کے خلاف جو عقلی و نقلی شواہد پیش کئے اور قرآن مجید و احادیث نبویہ سے جو زبردست دلائل وفات مسیح کے حق میں دیئے ان کا یہ اثر ہے کہ آج چوٹی کے غیر احمدی علماء بھی حیات مسیح کے عقیدہ کو چھوڑ چکے ہیں اور غیر احمدی اخبارات و رسائل میں حیات مسیح کے خلاف اور وفات مسیح کے حق میں مضامین شائع ہو رہے ہیں چنانچہ گذشتہ دنوں ہم نے ماہنامہ "طلوع اسلام" لاہور میں سے شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت مفتی اعظم مصر کے ایک مضمون کا ترجمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ

"قرآن و حدیث میں ایسی کوئی سند موجود نہیں جس کی بناء پر یہ عقیدہ قائم کیا جا سکے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ابتک وہاں زندہ ہیں اور وہاں سے آخری زمانہ میں اتریں گے۔ قرآن حکیم کی تصریحات سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ محض یہی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ انہیں عمر طبعی کے اختتام پر وفات دیگا ان کے درجات کو بلند فرمائیگا اور انہیں کافروں کے برے عزائم سے محفوظ رکھے گا اور یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے حضرت مسیح کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے ہیں نہ مصلوب بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کی مدت پوری کر کے انہیں وفات دی اور اپنا قرب عطا فرمایا"

(طلوع اسلام فروری ۱۹۶۳ء)

کیا اس قسم کے مضامین سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ حرف بحرف پوری ہو چکی ہے کہ:-

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور پھر اولاد کی اولاد بھی مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈال دے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ ابتک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں گے"۔

(تذکرہ صـ ۶۲۳ـ)

(شیخ خورشید احمد)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی یاد میں

مکرم محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے۔ بی ٹی ۔۔۔ ربوہ

حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے انتقال پُرملال کا سانحہ جماعت احمدیہ کے لئے کوئی ایسا صدمہ نہیں جسے آسانی سے فراموش کر دیا جائے۔ جو خلاء آپ کی وفات سے پیدا ہوا ہے اس کو پُر کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوا ہے آخر وہ ایک دن جدا بھی ہو گا یہ قدرت کا اٹل قانون ہے۔ مگر وہ ہستیاں جو خدا کے لئے زندہ رہتی ہیں اور خدا ہی کے لئے مرتی ہیں۔ وہ در اصل ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہیں۔ ان پر "موت" کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ وہ شہرت دوام کی وارث ہو جاتی ہیں۔ حضرت میاں صاحب بھی ایسے ہی مبارک وجودوں میں سے ایک تھے۔

جب حضرت میاں صاحب کی عمر سکول جانے کے قابل ہوئی تو چونکہ قادیان میں یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو تعلیم الاسلام کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے رکھی جا چکی تھی اس لئے حضرت میاں صاحب تعلیم الاسلام سکول میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ نے ۱۹۱۰ء میں انٹرنس (میٹرک) کا امتحان پاس کر لیا۔ اور آپ گورنمنٹ کالج میں داخل ہو گئے۔ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ جماعت ہشتم میں پڑھتے تھے تو انسپکٹر مدارس نے جیومیٹری کی ایک شکل بطور مشق کو حل کرنے کے لئے دی۔ لڑکے جب سوال حل کر چکے تو انسپکٹر صاحب نے کہا کہ کیا کوئی لڑکا اس شکل کو بلیک بورڈ پر بھی حل کر سکتا ہے حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ ہاں میں کر سکتا ہوں۔ چنانچہ انسپکٹر صاحب کی فرمائش پر آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے وہ شکل بلیک بورڈ پر حل کر کے دکھا دی انسپکٹر صاحب نے لاگ بک میں جماعت کے کام کے متعلق نہایت اچھے ریمارک دئے۔ سکول لائف میں حضرت میاں صاحب نے کھیلوں میں سے فٹ بال میں سب سے زیادہ دلچسپی کا اظہار فرمایا یہاں تک کہ ۱۹۰۹ء میں آپ فٹ بال ٹیم کے کپتان منتخب ہوئے آپ فٹ بال نہایت شوق سے کھیلتے تھے ۱۹۱۰ء میں آپ گورنمنٹ کالج میں داخل ہوئے تو جاتے ہی کالج کی فٹ بال ٹیم کے ممبر بن گئے فٹ بال میں خصوصاً اور دیگر کھیلوں میں عموماً آپ کالج لائف کے بعد بھی دلچسپی لیتے رہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی کھیلوں میں تو آپ کو خصوصیت سے دلچسپی رہی۔

فٹ بال کے اہم میچوں میں آپ ریفری یا جج کے فرائض ادا کرتے رہے۔ گولہ پھینکنے میں کوئی کھلاڑی آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔

خاکسار راقم جب ۱۹۰۷ء میں جماعت ہفتم میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوا۔ اُس وقت حضرت میاں صاحب جماعت ہشتم میں پڑھتے تھے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خاکسار کو چار ماہ تک حضرت میاں صاحب کے ساتھ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ مگر آپ کے تعلیمی جوہر در اصل کالج میں جا کر کھلے حضرت میاں صاحب گورنمنٹ کالج میں پڑھتے تھے اور خاکسار سنٹرل ٹریننگ کالج کا طالب علم تھا۔ حضرت میاں صاحب سے اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا۔ جب کبھی میں اپنے غیر احمدی دوستوں کے ساتھ حضرت میاں صاحب سے ملنے جاتا تو آپ نہایت شفقت سے ملتے۔ ایک دن میں اکیلا آپ سے ملنے گیا۔ آپ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ فرمانے لگے کہ میں نے انگریزی میں ایک مضمون لکھا ہے اور یہ کہکر مضمون سنانے لگے۔ انگریزی زبان کے لحاظ سے وہ ایک ٹھوس مضمون تھا جو آپ کی غیر معمولی قابلیت اور لیاقت پر دال تھا فرمانے لگے کہ میں نے اپنے پروفیسر ٹیوٹر مسٹر وادن کو بھی یہ مضمون دکھایا تھا انہوں نے بہت پسند کیا تھا۔ مسٹر وادن آپ کے ٹیوٹر تھے۔ اور آپ کی طرف ان کی خاص توجہ تھی۔ چنانچہ جب حضرت میاں صاحب نے کالج چھوڑا ہے تو مسٹر وادن نے ان کے چلے آنے کو کالج کا نقصان قرار دیا تھا۔ بی اے کرنے کے بعد آپ نے عربی میں ایم اے کیا۔ اس وقت تک آپ کی انگریزی کی قابلیت پختگی کو پہنچ چکی تھی۔ اور آپ کا زور قلم مسلم ہو چکا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دن حضرت میاں صاحب اپنے کالج کے بعض دوستوں کو ہمراہ لے کر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ حضرت میاں صاحب کے دوستوں سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو دوست اپنے دوست سے ملنے کے لئے سفر اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ طالبعلمی کے زمانے میں جن نوجوانوں سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو دوستی کا زیادہ تعلق رہا۔ ان میں چوہدری شمشاد علی خاں صاحب آف رہتک بھی تھے۔ بعد میں چوہدری صاحب مرحوم کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ افسوس کہ وہ ملازمت سرکاری کے دوران میں ایک اتفاقیہ حادثے کا شکار ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چوہدری نذیر احمد صاحب طالب پور بھنگواں ضلع گورداسپور کے ایک معزز زمیندار خاندان کے چشم و چراغ نہایت زندہ دل نوجوان تھے وہ دوران ملازمت میں سال میں ایک دو دفعہ وہ اپنے بہت سے غیر احمدی احباب کو ہمراہ لے کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس طرح تبلیغ کا ایک موقع پیدا کر دیا کرتے تھے۔

تقسیم ملک کے بعد بھی چوہدری صاحب موصوف ربوہ تشریف لاتے رہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملتے رہے افسوس کہ مشرقی پاکستان میں اپنی ایک صاحبزادی سے ملنے گئے ہوئے تھے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔

چوہدری فضل احمد خاں صاحب مرحوم آف دسوہہ ضلع ہوشیارپور بھی طالبعلمی کے زمانے سے ہی حضرت میاں صاحب کے بے تکلف دوست تھے۔ افسوس ان کی عمر نے بھی زیادہ دیر تک وفا نہ کی۔ خاکسار راقم کو بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملنے کے بہت سے مواقع عطا فرمائے۔ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بلا تکلف چلا جاتا۔ اور بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہتا۔ کوئی پابندی نہ تھی حضرت صاحبزادہ صاحب کو کتب کا بہت شوق تھا۔ سلسلے کی تمام کتابیں خرید کر اپنے پاس رکھتے۔ ہر ایک کتاب کی الگ جلد کرواتے کبھی دو کتابوں کو ایک جلد میں نہ رکھتے۔

جماعت احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی پوزیشن خصوصیت سے اس وقت نمایاں ہوئی جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد منکرین خلافت نے خلافت سے کھلم کھلا بغاوت اختیار کی۔ صدر انجمن احمدیہ کے اجلاسوں میں بھی یہ اختلاف تلخی اختیار کر جاتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مجلس معتمدین کے ممبر تھے اور صدر انجمن کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نظارتوں کا نظام قائم کیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب بھی ایک نظارت کے نگران مقرر ہوئے اور آپ نے اپنے فرائض کو نہایت قابلیت سے سرانجام دیا۔ ایک وقت میں آپ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر بھی مقرر ہوئے اور رسالے کو نہایت قابلیت سے ایڈٹ فرماتے رہے۔ ۱۹۲۷ء کے قریب آپ نے قادیان میں احمدیہ فارم قائم کیا اور اُس میں آموں کے اعلیٰ درجے کے پودے لائلپور سے منگوا کر لگوائے زراعت سے بھی آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ ایسا ہی فن عمارت میں بھی آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا قادیان کے ریلوے سٹیشن کی عمارت کی تعمیر میں بھی آپ کی خاص توجہ کا دخل تھا آپ شام کو ادھر تشریف لے جاتے اور ٹھیکیداروں کو ضروری مشورے دیتے۔

ان مشاغل کے باوجود آپ مہمات دینیہ کی طرف ایسے منہمک ہوئے کہ یہ تمام مشاغل پس منظر میں چلے گئے۔ آپ نے متعدد نہایت مفید کتب تصنیف فرمائیں۔ سیرت خاتم النبیین سلسلہ احمدیہ تبلیغ ہدایت اور ہمارا خدا وغیرہ نہایت بیش قیمت اور اعلیٰ کتب تصنیف فرمائیں۔ ان کی عبارت نہایت وزن دار دلچسپ اور حکمت سے پُر تھی اور جس مضمون پر قلم اٹھاتے اس میں جان ڈال دیتے تھے ۱۹۱۱ء میں میں اپنے بی اے کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔ ایک دن میں نے حضرت میاں صاحب سے عرض کیا کہ Tennyson کی ایک نظم مجھے پڑھا دیں آپ نے ازراہ نوازش مجھے وہ نظم پڑھا دی اور ایسے رنگ میں پڑھائی کہ وہ نظم مجھے سب سے زیادہ آسان معلوم ہونے لگی۔ اور اب بھی میں اس کا لطف لے رہا ہوں۔ اس مختصر سے مضمون میں آپ کی سیرت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ناممکن ہے آپ کی صرف یہی خوبی کافی ہے کہ ہر ایک شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضرت میاں صاحب کے تعلقات جتنے میرے ساتھ ہیں اور کسی کے ساتھ نہیں ہر ایک آدمی ان کے پاس پہنچ سکتا تھا اور حسب دلخواہ مشورہ لے سکتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کل تک ہم میں زندہ سلامت موجود تھے اور اب تک بھی یقین نہیں آتا کہ وہ انتقال فرما گئے ہیں وہ اپنے مکارم اخلاق کے لحاظ سے اب بھی زندہ ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ہزار حیف کہ کل مدح بر ملا لکھوں
اسی قلم سے ترا آج مرثیہ لکھوں
کہ تو ہے زندہ ترا نام تا ابد زندہ
اسی سے ہوں رقم مرثیہ سے شرمندہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اپنے قرب سے نوازے۔ آمین

مکرم غلام نبی صاحب ایاز مرحوم

(از مکرم محمد عقیل صاحب معلم وقف جدید)

۱۶ ستمبر کی صبح کو ایاز صاحب تہجد کی نماز پڑھ کر بہاولپور سے بذریعہ سائیکل تبلیغ کی غرض سے روانہ ہوئے راستہ میں صبح کی نماز ادا کر کے خیال آیا کہ لاری پر بیٹھ جاؤں چنانچہ لاری پر بیٹھے ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ ریل انجن اور بس کی ٹکر ہو گئی جس میں آپ شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کا اندوہناک پہلو یہ ہے کہ آپ کی نعش کو شناخت نہ کیا جا سکا۔ کسی دوست رشتہ دار نے چہرہ نہ دیکھا اور تجہیز و تکفین میں بھی شامل نہ ہو سکا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بعد میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔

بہاولپور کے مقامی احمدیوں میں سے تھے۔ بہاولپور کے مشہور "مقدمہ بہاولپور" کے وقت میں سشن جج کی عدالت میں ملازم تھے اور سارے واقعات بحیثیت غیر احمدی سنتے رہے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یسرنا القرآن کسی احمدی نے پڑھایا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں جب ہمارے خلاف شورش زوروں پر تھی ایک شب میں اور عزیز محمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع بہاولپور نماز عشاء ادا کر کے بیٹھے تھے کہ ایک صاحب قوی ہیکل تشریف لائے فرمایا کہ "میں احمدیت کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں" یہ مولوی غلام نبی صاحب ایاز تھے دل میں تو ہمارے یہ خیال گزرا کہ شاید یہ شخص اچھی نیت سے نہ آیا ہو لیکن احمدیت کی تعلیم ہم نے ان کو سنائی سمجھائی اور انہوں نے روز آنا شروع کیا۔ کبھی مرزا ارشد بیگ صاحب کے پاس اور کبھی میرے پاس ۱۹۵۷ء میں حق ان پر کھل گیا۔ میں نے ان کی بیعت مرکز کو بھجوائی۔ دین کے کام میں یکمشت ایک ہزار روپیہ دیا اور فرمایا جب مقامی طور پر اس رقم سے کوئی بڑھے تو مجھے اطلاع دینا۔ چندوں میں باقاعدگی رکھتے تھے۔ بلکہ پیشگی چندے دے دیتے تھے

پھر وقف جدید میں آنریری معلم ہو گئے۔ ان کے قریب اپنے خاندان اور دوستوں کی بیعتیں کرائیں۔ بہنیں بھائی احمدی ہوتے بھانجے بھتیجے۔ بیوی بچے۔ غرض سب احمدی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔ جس جگہ وہ رہتے تھے کسی کو اس کی ضرورت پر کپڑے سینے کی مشین دے دی کسی کو آٹا دے رہے ہیں کسی کو کپڑے دے رہے ہر قسم کے ضرورت مند اپنی اپنی ضروریات پوری کر لیتے۔ نہایت خوش خلق۔ ملنسار موقع شناس تھے۔

تبلیغ کے وقت بات تھوڑی مگر معقول کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضور کو لکھا کہ آپ چونکہ محمود ہیں پہلے محمود کا ایک ایاز تھا آپ مجھے اپنا ایاز بنا لیں حضور نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ محمود کی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ ایاز لکھا کریں اللہ اللہ کیا عشق ہے۔ زندگی نے وفا نہ کی اس وقت ان کی عمر قریباً ۵۵ برس ہو گی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جان فدا کر۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمود کے ایاز کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی بوڑھی والدہ کو صبر کی توفیق دے۔ کل ان کی والدہ کہتی تھی کہ بیٹا میرے ایاز کو کوئی نہیں ملوا تا تم اس کے گہرے دوست تھے تم ہی ملوا دو۔ کیا اب بالکل ہی نہیں آئیگا اور پھر ان کی چیخیں نکل گئیں۔

مرحوم نے دو لڑکے اور چار لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ حقیقت میں بہاولپور کی احمدیہ تاریخ میں ایاز کا نام یادگار رہے گا۔

خاکسار محمد عقیل معلم وقف جدید
احمدیہ دو اخانہ شاہدرہ روڈ
بہاولپور

اصحاب احمد

سیرۃ حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب و حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

اصحاب احمد کی دو نئی جلدوں میں ان بزرگوں کے حالات شائع کئے جا رہے ہیں حضرت چوہدری صاحب کے حالات کا ایک حصہ پریس میں جا چکا ہے۔ مہربانی کر کے احباب حضرت مولوی صاحب کی سیرۃ کے متعلق اپنے تاثرات جلد ارسال فرمائیں ممنون ہونگا۔ خصوصاً آپ کے شاگرد توجہ فرمائیں۔

(ملک صلاح الدین قادیان)

دفتر اوّل کے ابتدائی انیس سالہ دور کے مجاہدین توجہ فرمائیں

مکرم مرزا غلام نبی صاحب چغتائی سیکرٹری تحریک جدید سیالکوٹ شہر تحریر فرماتے ہیں:۔

"میری اہلیہ صاحبہ کا نام پنج ہزاری مجاہدین کی انیس سالہ فہرست میں صفحہ ۱۸۶ پر میرے نام کے ساتھ درج ہے۔ بعد میں ان کی باقاعدگی نہیں رہی۔ براہ مہربانی ۱۹۵۳ء سے ان کا ریکارڈ جلد از جلد ارسال فرما کر ممنون فرمادیں ان کا ارادہ ہے کہ وہ اپنا حساب باقاعدہ ادائیگی کا مکمل کریں۔"

دفتر اوّل کے ابتدائی انیس سالہ دور کے جو مجاہدین بعض مجبوریوں کی بناء پر اپنی قربانی کو جاری نہیں رکھ سکے۔ اب دوبارہ اپنے حالات کا جائزہ لیکر باقاعدہ شمولیت کا اہتمام فرمائیں مومن اپنے محاسبہ کے بعد ہمیشہ ترقی کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ایک مخلص بہن کی تحریک جدید سے دلچسپی

چوہدری نادر علی صاحب انسپکٹر تحریک جدید جماعت احمدیہ کوجر ضلع شیخوپورہ کے معائنہ کے بعد اپنی رپورٹ مورخہ ۱۰/۲/۶۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ کوجر کی جماعت میں ۱۶ مستورات شامل ہیں۔ مستورات کی شمولیت محض محترمہ خورشید بیگم صاحبہ سیکرٹری تحریک جدید کے اخلاص کا نتیجہ ہے محترمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ جماعت غرباء کی جماعت ہے مگر میں نے تحریک کر کے ۱۶ مستورات کو تحریک جدید کے جہاد میں شامل کیا ہے۔ اس طرح کہ میں نے ان کو تحریک کی کہ آپ کوئی مزدوری مثلاً چرخہ کاتنا کپاس چننا وغیرہ کام کر کے تھوڑا تھوڑا کما کر تحریک جدید فنڈ مجھے ادا کرتی جاویں۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتی ہیں۔ چرخہ کات کر یا کپاس چن کر مجھے تھوڑے تھوڑے پیسے دیتی رہتی ہیں۔ جب ان کی رقم وعدہ کے مطابق ہو جاتی ہے تو میں ان کو رسید دے دیتی ہوں۔ اس لائحہ عمل سے بفضل تعالیٰ سال ۱۸ اور سال ۱۹ کے جملہ وعدہ جات وصول ہو کر داخل خزانہ ہو چکے ہیں۔"

قارئین کرام سے محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کے متعلق دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید خدمت دین کی توفیق بخشے۔ اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

دعائے مغفرت

برادرم محمد صادق صاحب کا لڑکا عزیزم طاہر احمد بعمر قریباً تین سال مورخہ ۲۳/۱۰/۶۳ کو صرف چھ سات گھنٹے بیمار رہ کر فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بچے کے اچانک فوت ہونے سے اس کے والدین اور دوسرے عزیزوں کو بہت صدمہ ہوا ہے۔ یہ بچہ مولوی عبد الحق صاحب نور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرونڈی کا نواسہ تھا۔ اور نہایت ہی خوبرو لڑکا تھا۔ مولوی صاحب کی اولاد نے اس موقعہ پر غیر معمولی صبر سے کام لیا ہے۔ احباب سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرماوے اور لواحقین کو صبر کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار: شریف احمد ڈیرھوی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور میرس) (سابق مبلغ سندھ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے ابا جان میاں محمد علی صاحب سابق فیض اللہ چک ۲۶/۱۰/۶۳ سے اپنڈیسائٹس کی وجہ سے میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کا اپریشن ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (سعیدہ بیگم مکان ۲۳ نمبر کوٹھی گلبرگ لاہور)

۲۔ میرے ماموں جان چوہدری محمد ادریس صاحب بی۔ ایڈ کو اللہ تعالیٰ نے ایم۔ اے اردو میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کامیابی بابرکت کرے اور آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

مبارک احمد جماعت ششم ٹی۔ آئی ہائی سکول ربوہ

سیاسی اقتدار کا حصول جماعت اسلامی کا مقصد ہے

بیان شیخ محمد اقبال۔ صدر سٹی مسلم لیگ کوئٹہ چھاؤنی

کوئٹہ ۲۸۔ اکتوبر۔ لاہور میں جماعت اسلامی کے حالیہ اجتماع کو منتشر کرنے کی غرض سے جس غنڈہ گردی کا مظاہرہ اور تشدد کا استعمال کیا گیا ہے مجھے قوی امید ہے کہ کنونشن مسلم لیگ کا ہر رکن باوجود اختلاف رائے رکھنے کے واضح طور پر اس کی شدید مذمت کرے گا ان غیر قانونی اور ناز یبا حرکات کی وجہ سے نہ صرف لاہور شہر کے امن و سکون میں خلل واقع ہوگا اور سارے ملک کی سیاسی فضا مکدر ہو گئی ہے بلکہ ایک بے گناہ جان بھی ضائع ہو گئی ہے ہر ذی شعور انسان اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ طاقت یا تشدد کے بل بوتے پر سیاسی یا مذہبی نظریات کو مستقل طور پر کبھی بھی دبایا۔ یا ذہنوں سے محو نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا اس سلسلے میں بروقت اقدام اور اس امر کی ضمانت کہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے گی نہایت درجہ مستحسن اور قابل ستائش ہے لیکن بے جا نہ ہوگا اگر اس جگہ مودودی صاحب اور ان کے رفقائے کار کو اس امر کی تنبیہ کی جائے کہ وہ اسی ناخوشگوار واقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے سیاسی حریفوں پر الزام تراشی کی بجائے جذبات سے دستبردار ہو کر اس سانحہ کے پس منظر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جس واقعہ کو وہ تشدد اور ظلم کا نام دے رہے ہیں اسی حقیقت میں وہ اس شجر ممنوعہ کا کڑوا پھل ہے جس کا پودا کسی وقت مولانا مودودی نے لگایا اور جسے ربع صدی تک وہ اور ان کے ہمنوا سینچتے چلے آئے ہیں مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ مولانا مودودی نے متذکرہ بالا اجتماع کی افتتاحی تقریر میں اس الزام سے انکار کیا کہ جماعت اسلامی ملک میں تشدد کے ذریعہ اور طاقت کے بل بوتے پر اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے اس ایک بات سے یہ نتیجہ نکال لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ مولانا صاحب مذہب کے لبادہ میں ملبوس اچھے خاصے سیاسی مناظر ہیں جو حالات کے بدلنے کے ساتھ اپنے سیاسی اور مذہبی نظریات میں قلابازی کھا جانے میں ماہر ہیں جن احباب نے مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس جماعت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ سیاسی اقتدار حاصل کئے بغیر کسی نظریہ کا عوام تک موثر طریق پر پہنچانا ناممکن ہے لہذا اس کے نزدیک اسلامی پارٹی پر شرعاً فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ موقعہ پاتے ہی حکومت پر قبضہ کرے اور بعدہٗ حاصل شدہ اقتدار اور طاقت کے بل بوتے پر اپنے نظریات کا نفوذ کرے۔ فرماتے ہیں اگر کوئی حکومت دستور اسلامی کی ایسی صریح خلاف ورزی کرے جس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو اور عباد الصالحین کا گروہ منظم ہو ان کے پاس طاقت موجود ہو تو اس صورت میں بلاشبہ صالحین کی جماعت کو نہ صرف حق حاصل ہے بلکہ ان کے اوپر یہ شرعاً فرض ہے کہ وہ طاقت استعمال کرکے ملک کے اندر بزور شمشیر انقلاب پیدا کرے اور حکومت پر قبضہ کریں ——— یہی نہیں بلکہ جماعت اسلامی کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اسلام وعظ و تلقین کے ذریعے نہیں بلکہ بنوک تلوار دنیا میں پھیلا ہے ملاحظہ ہو:-

"لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے تلوار ہاتھ میں لی تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی اور شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔ عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اس صورت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی تو اس کی وجہ یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کردیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے"

(الجہاد فی سبیل اللہ صفحہ ۱۳۸-۱۳۷)

عملاً بھی جماعت اسلامی اور اس کے سربراہ کمال وفاداری سے اپنے ان مسلمہ عقائد پر چلنے کا ثبوت دیتے چلے آئے ہیں جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے مولانا موصوف اور ان کی جماعت کے افراد قریب قریب ہر حکومت کو غیر اسلامی کہہ کر مخالفت کرتے آئے ہیں اور اس کا تختہ الٹنے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے ہر مخالف پارٹی سے گٹھ جوڑ کرنے سے دریغ نہیں کیا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی مگر ہر دو کے سیاسی نظریات میں کس قدر بعد ہے اسمبلیوں کے حالیہ انتخاب کے وقت مولانا مودودی کا ووٹرز کو یہ نصیحت کرنا کہ کنونشن مسلم لیگ کا فرشتہ بھی تم سے ووٹ مانگے تو مت دو لیکن قومی جمہوری محاذ کا بدکردار نمائندہ آجائے تو اس کو ووٹ دے دو" کتنا مضحکہ خیز ہے کیا مودودی صاحب ایسے ہی زریں اصولوں والی اسلامی ریاست بنانے کے دعویدار ہیں!

اپنی سابقہ روایات کے عین مطابق جماعت اسلامی نے موجودہ حکومت کے خلاف پبلک میں شدید نفرت کے جذبات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ابھی دنوں جب کہ ملک شدید بیرونی خطرات سے نبرد آزما اور مصائب سے دوچار ہے

مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے حکومت کے خلاف اپنی مہم کو تیز تر کر دیا ہے اور اندرونی خلفشار پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے حکومت کی طرح پالیسی پر سخت نکتہ چینی جاری ہے اور ہر وہ حربہ استعمال میں لایا جا رہا ہے جس سے حکومت کی بنیادیں کھوکھلی ہو سکتی ہیں گویا اپنے پروگرام کے عین مطابق جائز یا ناجائز طریقہ سے ملک کی حکومت پر قبضہ جمانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر کیا میں مولانا مودودی سے پوچھ سکتا ہوں کہ جب آپ ...

ہیں ایک شخص آپ ہی کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تشدد کا مظاہرہ کرتا ہے اور طاقت کے بل بوتے پر یعنی بنوک تلوار اپنے نظریات آپ پر ٹھونسنا چاہتا ہے تو آپ کو کہاں تک حق پہنچتا ہے کہ اس کے اس فعل کے خلاف آپ واویلا شروع کردیں؟ کیا جو چیز آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے میں کہاں تک حق بجانب ہیں آخر میں مودودی صاحب سے عرض کروں گا کہ جس اسلامی ریاست کا آپ اپنے خواب دیکھتے چلے آ رہے ہیں وہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا کیونکہ وہ ریاست اسلامی نہیں بلکہ فاسسٹ ریاست کہلانے کی مستحق ہے"

(روزنامہ زمانہ کوئٹہ
۲۹۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

قومی اتحاد کی خاطر جماعت اسلامی کی سرگرمیوں پر پابندی لگادی جائے

ڈیرہ ڈویژن کے متعدد مذہبی اور سیاسی لیڈروں کا مطالبہ

ڈیرہ اسمٰعیل خان ۲۹ اکتوبر۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن میں متعدد سیاسی اور مذہبی لیڈروں نے جماعت اسلامی اور اس کے امیر کے کردار کی مذمت کی ہے اور حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ قومی اتحاد کی خاطر اس کی سرگرمیوں پر پابندی لگائے۔

ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے صدر میجر فضل کریم خان قصوریہ نے مولانا مودودی اور ان کی جماعت پر ملک میں انتشار پھیلانے کے سلسلے میں نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی سرگرمیاں نہ صرف ملک کے لئے بلکہ ساری قوم کے لئے خطرناک ہیں۔ اشترانہ قبیلے کے سردار حبیب اللہ خان نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی کی پالیسیاں ملک کے مفادات کے خلاف ہیں انہوں نے کہا مولانا مودودی وہ شخص ہیں جنہوں نے قیام پاکستان اور کشمیر کی جنگ آزادی کی مخالفت کی تھی سٹی مسلم لیگ کے صدر ڈاکٹر فضل الرحمٰن خان نے بھی صاحب فکر لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مولانا مودودی کی باتوں میں نہ آئیں جو ملک میں نفاق پیدا کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ مولانا جس اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس کے مطابق نہیں ہیں ہمارے مسائل کا حل اسلام میں ہے مودودی ازم میں نہیں

الحاج مولانا عبدالسلام امیر جمعیت العلماء ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے اور خان حبیب اللہ خان کے خیالات کی پوری طرح تائید کی ہے"

(روزنامہ شہباز پشاور ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

درخواست دعا

عنقریب میرا ایک امتحان کراچی بورڈ کی طرف سے شروع ہو رہا ہے۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویشان قادیان و جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالے مجھے اس امتحان میں نمایاں حیثیت سے اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے

(خاکسار محمد یوسف بقاپوری ۱۸۱-۱۰-الف ایبے سینیا لائنز کراچی۔

(خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں)

ہر انسان کیلئے
ایک ضروری پیغام
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین۔ سکندر آباد دکن

اکسیر پائیوریا
مسوڑھوں سے خون اور پیپ کا آنا (پائیوریا) دانتوں کا ہلنا، دانتوں کی میل، ٹھنڈے یا گرم پانی کا لگنا اور منہ کی بدبو دور کرنے کیلئے اکسیر ہے + قیمت فی شیشی دو روپیہ پچیس پیسہ اور ایک روپیہ پچیس پیسہ
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

روحانیت سے معمور فضا اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں تین دن جاری رہنے کے بعد

انصار اللہ کا نواں سالانہ اجتماع نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا

حضور ایدہ اللہ کا روح پرور پیغام، نماز تہجد، دعاؤں اور ذکر الٰہی کا التزام، قرآن مجید، احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود کے پر معارف درس، افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ولولہ انگیز خطابات

اجتماع میں ۲۲۸ مجالس کے ۱۱۹۴ اراکین ۵۵۵ نمائندگان اور ۱۹۵۲ زائرین کی شرکت

ربوہ ۴ نومبر۔ انصار اللہ کا نواں سالانہ اجتماع روحانیت سے معمور فضا اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ تین دن جاری رہنے اور اس میں شریک انصار و خدام کو روحانی نعمتوں سے مالا مال کرنے اور ان کے دلوں میں خدمت اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کرنے کے بعد کل مورخہ ۳ نومبر کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر کے قریب نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ ہر سال ہی انصار اللہ کا اجتماع اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور احسان کے نتیجہ میں اپنی بعض امتیازی خصوصیات کے باعث سابقہ اجتماعوں سے ایک گونہ سبقت لے جاتا ہے اور اپنی ذات میں ایک جداگانہ شان کا حامل ہوتا ہے سو اپنی اسی درخشندہ و تابندہ روایت کے مطابق امسال بھی یہ اجتماع کئی لحاظ سے تمام سابقہ اجتماعوں پر سبقت لے گیا اس میں خدائی تائید و نصرت اور روحانی فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہونے کے ایسے غیر معمولی مواقع میسر آئے کہ جو بلاشبہ اس کی عظمت و شان اور اہمیت و افادیت کو دوبالا کرنے والے تھے۔

اس اجتماع کو سب سے اہم اور نہایت مقدس و بابرکت خصوصیت یہ حاصل ہوئی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علالت کے باوجود اجتماع میں شریک انصار کو ایک روح پرور و بصیرت افروز پیغام سے نوازا اور مورخہ یکم نومبر کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے حضور کے اسی روح پرور پیغام سے ہی اجتماع کا افتتاح فرمایا اس طرح جملہ انصار و خدام کو آغاز کار ہی اپنے آقا حضور ایدہ اللہ کے اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے تازہ بتازہ ارشادات سے بہرہ اندوز و فائز المرام ہونے کی غیر معمولی سعادت میسر آئی۔ (حضور کا یہ پیغام ۳ نومبر کے الفضل میں ہدیہ قارئین کیا جا چکا ہے)

پھر اسی موقع پر خدائی تائید و نصرت اور اس کے بے پایاں فضل و رحمت کا ظہور اس رنگ میں ہوا کہ اس میں شریک ہونے والی مجالس اور ان کے نمائندگان و اراکین و زائرین کی تعداد گزشتہ تمام سالوں کی نسبت بڑھ کر رہی امسال مشرقی و مغربی پاکستان کے دور و دراز علاقوں کی ۲۲۸ مجالس کے ۱۱۹۴ اراکین ۵۵۵ نمائندگان اور ۱۹۵۲ زائرین نے شریک ہو کر اس کے غیر معمولی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے کی سعادت حاصل کی گزشتہ سال ۱۸۸ مجالس کے ۹۰۶ اراکین ۴۶۲ نمائندگان اور ۱۸۱۵ زائرین نے شرکت کی تھی اس طرح امسال سال گزشتہ کی نسبت ۴۰ مجالس کے ۲۸۸ اراکین ۹۳ نمائندگان اور ۱۳۷ زائرین زیادہ شریک ہوئے۔ یہ اعداد و شمار دفتر کی طرف سے جاری ہونے والے اجازت ناموں کے ریکارڈ سے لئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ اجازت نامے ختم ہو گئے تھے۔ اس لئے بہت سے احباب کو اجازت ناموں کے بغیر ہی اجتماع میں شریک ہونا پڑا اور ان کا اندراج دفتر میں نہ ہو سکا ورنہ امسال جو احباب اجتماع میں شریک ہوئے ان کی تعداد ان اعداد و شمار سے زیادہ تھی حاضرین کی کثرت کے باعث مقام اجتماع کو مزید قناتیں کھڑی کر کے اور دریاں وغیرہ بچھا کر راتوں رات وسیع کرنا پڑا۔ اس توسیع کے بعد مقام اجتماع گزشتہ سال کی نسبت ڈیڑھ گنا زیادہ وسیع ہو گیا۔

پھر امسال مشرقی پاکستان کے نمائندگان بھی پہلی بار اجتماع میں شریک ہوئے۔ چنانچہ محترم جناب مولوی محمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ مشرقی پاکستان، محترم جناب شمس الرحمٰن صاحب بار ایٹ لاء زعیم اعلیٰ مجالس انصار اللہ مشرقی پاکستان، محترم جناب شیخ محمود الحسن صاحب اور محترم خواجہ مقبول احمد صاحب مشرقی پاکستان سے ربوہ تشریف لا کر اجتماع میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

روزانہ نماز تہجد کی ادائیگی، قرآن مجید، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پر معارف اور مسحور کن درس، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ کے چشم دید واقعات کے اذکار مقدس، اہم علمی اور تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات نیز افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں میں پُر درد و پُر سوز اجتماعی دعائیں حسب معمول تزکیہ نفوس و تطہیر قلوب کی دولت سے مالا مال کرنے کا موجب بنیں۔ ان پر مستزاد یہ کہ امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے یکم نومبر کو عصر اور مغرب کے درمیان جملہ انصار نے بہشتی مقبرہ جا کر حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے مزار پر اجتماعی دعا کی۔ یہ دعا حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی زیر ہدایت محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے کرائی یہ دعا تضرع و ابتہال سوز و گداز اور خشوع و خضوع کے اعتبار سے ایک خاص شان کی حامل تھی۔ اس موقع پر دنیا میں غلبہ اسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعائیں مانگی گئیں۔ یہ دعا اس قدر اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی تھی کہ جو غیر معمولی طور پر تزکیہ نفوس و تطہیر قلوب کا باعث بنی۔

امسال بھی محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے اجتماع کے دوران مورخہ ۲ نومبر کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت کے متعلق تفصیلی رپورٹ پڑھ کر سنائی اور حضور ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی پر زور تحریک پر اپنی اس رپورٹ کو ختم کیا۔ آپ کی تقریر کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے حضور کی صحتیابی کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ یہ دعا بھی باطنی صفائی اور روحانی ارتفاع کا ایک انمول ذریعہ ثابت ہوئی۔

مورخہ ۳ نومبر کو اجتماع کے اختتامی اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ اور وکیل التبشیر تحریک جدید نے تحریک جدید کے کام کی وسعت پر ایک مختصر لیکن بہت محسوس اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے حاضرین کو تحریک جدید کے ذریعہ زمین کے کناروں تک اسلام کے پیغام کی اشاعت اور اس کے نہایت خوشکن نتائج و ثمرات سے آگاہ کیا۔ اس تقریر کے اختتام پر آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تحریک جدید کے دفتر اول کے تیسویں اور دفتر دوم کے بیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے انصار کو ایک پر معارف اور ولولہ انگیز خطاب سے نوازا۔ جس میں انہیں غلبہ اسلام کے ضمن میں ان کی اہم ذمہ داری کی طرف بہت ہی اچھوتے اور مؤثر انداز میں توجہ دلائی۔ آپ کا یہ خطاب اس درجہ اثر و جذب میں ڈوبا ہوا تھا کہ جملہ حاضرین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ فرط انبساط سے جھوم اٹھے ایسے پُر اثر اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد آپ نے اختتامی دعا کرائی یہ دعا بھی اپنی جگہ ایک خاص شان کی حامل تھی جس نے ع

ہر سینہ دھو دیا ہر دل بدل دیا

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اجتماع کے اختتام کا اعلان فرماتے ہوئے انصار کو واپس جانے کی اجازت دی اور یہ اجتماع جو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے شروع ہوا تھا ہزاروں انصار کو تزکیہ نفوس و تطہیر قلوب کی دولت سے مالا مال کر کے اور ان کے دلوں میں خدمت اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں پر نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

باسکٹ بال کے فائنل مقابلے

ربوہ۔ آج ۴ نومبر دو بجے بعد دوپہر بورڈ باسکٹ بال کے سرگودھا زون کے فائنل میچ ہوں گے شائقین حضرات سے استدعا ہے کہ کالج کے باسکٹ بال گراؤنڈ میں تشریف لا کر کھیل ملاحظہ فرمائیں اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ سکنڈری بورڈ کی طرف سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج زونل سپروائزر مقرر کئے گئے ہیں۔